رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ

سالانہ .... ۔ے

ششماہی .... ۔ہے

سہ ماہی .... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ .... ۔ے

ششماہی .... ۔ہے

سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲/)

نمبر (۲۶)

۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء شنبہ

۹ شوال ۱۳۶۲ھ

۲ آذر ۱۳۵۳ف

جلد (۳)

اعلان

سرمایہ کی حفاظت اور معقول منافع حاصل کرنیکا موقع

۲½ فیصدی حکومت سرکار عالی ایک جدید قرضہ کا اجراء کر رہی ہے

پوری رقم مجتمع ہو جانے کے بعد قرضہ کی اجرائی فی الفور مسدود کر دی جائے گی

(۱) حکومت سرکار عالی ایک جدید قرضہ جاری کرنا چاہتی ہے [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) اس دوران میں اگر کسی وقت [illegible] سے پہلے قرضہ مستقیٰ رہے گا۔

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

سن ابتدائے ۳ آذر [illegible] ایام قرضہ لیا جائے گا۔ لیکن سرکار عالی اس امر کی مجاز ہوگی [illegible]

قرضہ کی درخواستیں

درخواستہائے قرضہ [illegible] ذکر دبالا بینکوں کے علاوہ حسب ذیل مقامات سے مل سکتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳	۳ آذر ۱۳۵۳ف	نمبر ۲۶

عزم راسخ کا فقدان

غذائی پالیسی سے متعلق حکومت سرکار عالی کے جدید اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

"حکومت سرکار عالی کے پیش نظر جو مسئلہ ہے اس کی نوعیت دوگونہ ہے۔ ایک تو یہ کہ ضروری اشیاء کی تقسیم میں زیادہ مساویانہ اور موثر طور پر باقاعدگی پیدا کی جائے اور دوسرے یہ کہ ان ضوابط کے نفاذ کے بعد جب باشندگان ملک محروسہ سرکار عالی کی واجبی ضروریات کی تکمیل ہو جائے تو باقی ماندہ پیداوار سے ہندوستان کے قحط زدہ علاقوں کی مدد کی جائے جو وہاں کے مصائب دور کرنے اور جنگ کو کامیابی سے جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس سلسلہ دوم امر ترجیح اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ چاول، گیہوں، اور روغن گیاس جیسی ضروری اشیاء کی حد تک مملکت حیدرآباد خود مکتفی نہیں ہے اور یہ چیزیں اصولاً ہندوستان کے دوسرے صوبوں سے درآمد کی جاتی ہیں۔ ہندوستان کے تمام حصے ایک دوسرے کی امداد پر کافی انحصار رکھتے ہیں۔"

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ چاول، گیہوں، اور روغن گیاس کی درآمد کے بغیر رعایائے آصفی کی ضروریات کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب سے غذائی صورت حال نازک ہو گئی چاول اور گیہوں کی درآمد کی مقدار کیا رہی ہے؟ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ حکومت سرکار عالی اجناس خوردنی کی حد تک گذشتہ تین سال کے اعداد درآمد و برآمد شائع فرمائے تاکہ اہل ملک کو یہ اطمینان ہو جائے کہ جہاں زائد از ضرورت پیداوار کی برآمد سے ہندوستان کے ضرورت مند علاقوں کی مدد کی گئی وہاں دیگر صوبہ جات یا ریاستوں کی زائد از ضرورت پیداوار کو ملک محروسہ میں درآمد کر کے رعایائے آصفی کی ضروریات کی تکمیل کی جا رہی ہے۔ ہم وثوق سے تو نہیں کہہ سکتے لیکن جہاں تک ہم نے ذمہ دار پبلک اداروں اور پبلک کارکنوں کے بیانات کا مطالعہ کیا ہے ہمیں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ برآمد کی مقدار بہت کثیر اور درآمد کی مقدار ناقابل لحاظ رہی ہے۔ کیا ہم یہ توقع کریں کہ مولوی سید فضل اللہ صاحب جن کے "تجربہ، ہوشیاری، خوش تدبیری اور اعتماد عامہ" کا ذکر سرکاری اعلامیہ میں کیا گیا ہے درآمد اور برآمد کے مابین توازن قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے؟

قیمتوں پر عدم نگرانی

یہ واقعہ کہ گیہوں اور چاول کی حد تک حیدرآباد خود مکتفی نہیں ایک سے زیادہ مرتبہ سرکاری بیانات میں دہرایا جا چکا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان اجناس کی قیمتوں کو قابو میں رکھنے کے لئے کیا سعی کی گئی جن کی پیداوار زائد از ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً جوار اور دالیں۔ اگر یہ اجناس قابل برآمد قرار دی جاتی ہیں تو کیا اس کا انتظام نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اندرون ملک مناسب نرخوں پر فروخت کی جائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چاول، گیہوں اور روغن گیاس کی درآمد کے لئے جوار اور بعض دیگر اجناس کی برآمد ضروری ہے۔ مگر ان اجناس کا جو درآمد کی جاتی ہیں کیا حال ہے۔ چاول اور گیہوں کا نرخ فی روپیہ ۲ اور ۲½ سیر تک پہنچ چکا ہے اور روغن گیاس کا یہ حال ہے کہ متعدد گھروں میں اہل اپنے چھوٹے اور شیر خوار بچوں کو تاریکی میں سلانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ ایک سال سے بچوں کو تاریکی میں سلانا کس قدر خطرناک اور غیر محتاط ہے وہی اس امر کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ روغن گیاس کی قلت کس درجہ شدید ہو گئی ہے اور یہ دعویٰ کہ روغن گیاس کی درآمد کی خاطر بعض اجناس کی برآمد ضروری ہے کس حد تک صحیح ہے۔

صحت عامہ متاثر ہو رہی ہے

غذائی مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے۔ وہ لوگ جو عوام سے قریبی ربط رکھتے ہیں اور صحت کی ... سے بہتر کر گلی کوچوں سے بھی گزر جاتے ہیں یا وہ لوگ جو بوڑھ نشین نہیں ہیں اب یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ باشندگان حیدرآباد کی صحت دن بدن کس درجہ متاثر ہوتی جا رہی ہے۔ خراب چربی دار گھی کے استعمال کی وجہ سے یرقان کا مرض جو طرح پھیلا ہوا ہے جس سے پوچھو وہ جگر اور معدے کی خرابی کا شاکی ہے۔ دق اور تشنج کی بیماریاں عام ہو رہی ہیں۔ یہ سب کچھ محض اس لئے ہو رہا ہے کہ عوام کو ناقص اور غیر صحت بخش غذا اور وہ بھی نہایت کم مقدار میں مل رہی ہے۔ کیا محکمہ حفظان صحت، بلدیات اور مجالس صفائی اضلاع پر ان امور کی نگرانی کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟ آخر یہ سب ادارے کیوں لئے گئے ہیں؟ ہماری رائے میں محکمہ اغذیہ و رسد کے فرائض میں نہ صرف یہ امر داخل ہونا چاہئے کہ باشندگان حیدرآباد کی غذائی ضروریات کی تکمیل کرے بلکہ یہ امر بھی کہ بازار میں خراب گلی سڑی، بدبودار اور کرم خوردہ دالیں فروخت نہ ہونے پائیں۔ اگر مقدار کے ساتھ ساتھ نوعیت اجناس کی دیکھ بھال بھی کی جائے تو ذخیرہ اندوزی کا بڑی حد تک علاج ہو جائے گا۔ اگر اہل ملک کی عام صحت اس طرح مجروح ہوتی جائے گی تو اس کا اثر نہ صرف عوام کی کارکردگی پر پڑے گا بلکہ ملک کی قوت پیداوار بھی بری طرح متاثر ہو جائے گی۔ ہم نے اپنے گذشتہ اداریہ میں لکھا تھا کہ دودھ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ملک کے شیر خوار بچے کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اس خصوص میں شہر اور اضلاع سے ہمارے پاس متعدد خطوط وصول ہوئے ہیں جن میں ہم سے خواہش کی گئی ہے کہ ہم بار بار حکومت کو اس مسئلہ کی سنگینی کی جانب متوجہ کریں۔ اگر آنریبل مسٹر غلام محمد جو فی الوقت صدر المہام طبابت بھی ہیں سرکاری اور امدادی دواخانوں کے حالیہ اعداد طلب فرمائیں اور نیز یونانی اور آیورویدک شفاخانوں سے بھی مواد طلب کریں تو معزز رکن طبابت اور دیگر ارکان حکومت کو پتہ چلے گا کہ مسئلہ غذا سے متعلق حکومت کی اب تک جو نرم روش رہی ہے اس کی وجہ سے رعایائے آصفی کس حد تک ... صحت کا شکار ہو رہی ہے۔ زیر بحث کمیونکے میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ:

"عوام کی وسیع ترین ممکنہ امداد و تعاون عمل حاصل کرنے کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے حکومت سرکار عالی نے یہ طے کیا ہے کہ شہر اور بیرون شہر کے لئے ایک ایک مشاورتی مجلس قائم کی جائے جو سرکاری اور غیر سرکاری دونوں قسم کے ارکان پر مشتمل ہوں اور ان میں بلدیہ حیدرآباد اور اضلاع کے کاشتکاروں، تاجروں اور صارفین کے نمائندے شامل ہوں۔ ان مجالس کے ارکان کے نام عنقریب شائع کر دیے جائیں گے۔ غذائی مشاورتی کمیٹی کا پہلا جلسہ آذر ۱۳۵۳ف کے تیسرے ہفتہ میں طلب کیا جائے گا۔"

ہماری رائے میں اجناس خوردنی اور صحت عامہ میں قریبی

تعلق کی وجہ سے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ فلاحت متعلق حکومت کی مجوزہ مشاورتی مجلس میں ماہرین حفظان صحت کو شریک کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ہم انجمن انسداد قحط و گرانی اجناس کے کارکنوں کو بھی یہ مشورہ دیں گے کہ وہ اپنی مجوزہ غذائی کانفرنس میں حفظان صحت کے ماہرین کو شریک کریں۔

حکومت کا لائحہ عمل

حکومت کے حالیہ اعلامیہ میں حسب ذیل امور کا وعدہ فرمایا گیا ہے:۔

(۱) قانون تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تحت ایسے اشخاص کے خلاف ایک مہم جاری کی جائے گی جو غلہ وغیرہ کو یا سرحد پر پوری کرکے غلہ لاتے اور لے جاتے ہیں۔

(۲) مقامی عہدہ داروں اور امدادباہمی اور دوسرے اداروں کے ذریعہ کاشتکاروں سے ربط قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی

(۳) ایسے تاجروں اور دوسرے طبقوں کا بھی تعاون حاصل کیا جائے گا جو نفع اندوزی کو ناپسند کرتے ہیں۔

(۴) اہم اجناس خوردنی اور اگر ضرورت ہو تو سیاری کپڑے کی راشن بندی کی جائے گی۔

ہم نے اس اعلامیہ کو ایک سے زیادہ مرتبہ غور سے پڑھا لیکن ہمیں کہیں یہ وعدہ نظر نہیں آیا کہ ملک میں جن اجناس کی قلت ہے وہ درآمد کے ذریعہ پوری کی جائے گی یا قیمتوں کو قابو میں لایا جائے گا۔ کیا حکومت سرکار عالی اہل ملک کو یہ اطمینان نہیں دلا سکتی کہ وہ چاول، گیہوں اور روغن گی اس کافی مقدار میں درآمد کر سکے گی؟ اگر یہ وعدہ نہیں کیا جا سکتا تو ہم بلا تامل یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت کی غذائی پالیسی ہنوز نکردہ ہے۔ درآمد کا مسئلہ ایک مشکل کام ہے مگر کیا حکومت اس مشکل کام کو انجام نہیں دے سکتی؟ اگر مراسلت سے یہ کٹھن منزل طے نہیں ہو سکتی تو ارباب حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ شخصی گفتگو اور تفہیم کے ذریعہ حکومت ہند یا دیگر حکومتوں سے اس مسئلہ کو طے کریں۔ مگر سوال عزم راسخ کا ہے اور حکومت کے حالیہ اعلامیہ میں عزم راسخ کی کمی پائی جاتی ہے۔

ہندستان کا سرمایہ ہندستان ہی پر صرف ہو

آنریبل مسٹر غلام محمد کی تقریر

حیدرآباد۔ ۲۰ آبان۔ ہندوستان کو اس امر کا بندوبست کرنا چاہیے کہ اس کی اسٹرلنگ سلک جو برطانیہ عظمی میں جمع ہے اس کو ہندوستان کی مابعد جنگ ترقیات اور صنعتی توسیع کے سوا کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔“

یہ الفاظ آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام بہادر فینانس سرکار عالی نے ”ہندوستان میں افراط زر“ کے موضوع پر اپنے ایک توسیعی لکچر کے دوران میں کہے جو آج شام کے ۵ بجے ٹاون ہال باغ عامہ میں زیر اہتمام جامعہ عثمانیہ ہز ہائینس نواب صاحب چھتاری صدر اعظم بہادر کی صدارت میں ہوا۔

افراط زر کا مسئلہ

ہندوستان میں سکہ قرطاس کی وسعت کے اسباب کو واضح کرتے ہوئے مسٹر غلام محمد نے کہا کہ کوئی حقیقت پسند جو ان غیر معمولی مشکلات کا معترف ہو جو جنگ کی پیدا کردہ ہیں حکومت ہند کے اس طریقہ کار کی اساس معقولیت پر معترض نہ ہوگا جو ملک میں برطانیہ عظمی اور دیگر اتحادیوں کے لئے خریداری کے سلسلہ میں فراہمی زر کے متعلق اختیار کی گئی ہیں۔ افراط زر کا مسئلہ خالص مروجہ سکہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ قابل حصول مال اور خدمات کا بھی مسئلہ ہے۔ قینچی کے دو پلڑوں کی طرح سکہ قرطاس کی اجرائی کا اور ایک ایسے بازار میں جس پر گرانی قائم ہو صرف شدنی مال کے حصول میں مشکلات کا ایک دوسرے پر رد عمل ہوا جس کے باعث صورت حال خراب ہوگئی۔ حکومت نے افراط زر کی برائیوں کے مقابلہ کے لئے وہی تدبیر اختیار کیں جو معمولاً عمل میں لائی جاتی ہیں۔ قرضے جاری کئے گئے جدید سرمایہ کی اجرائی میں مزید دشواریاں درپیش ہوئیں۔ جدید بنکوں اور کمپنیوں کے قیام پر پابندیاں عائد کی گئیں اور پس اندازی کی مہم جاری کی گئی۔ انکم ٹکس۔ اور محصول زائد منافع کی شرحوں میں اضافہ اور بعض محاصل آبکاری ان کے علاوہ ہیں۔ ان تدابیر کو شہری رسد کی قیمتوں پر ایک حد تک نگرانی قائم کرکے مکمل و موثر بنایا گیا۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آنریبل صدر المہام بہادر نے کہا یہ ممکن ہے کہ حکومت کی پالیسی پر اس بنا پر تنقید کی جائے کہ اس کارروائی میں تاخیر روا رکھی گئی یا اس کے کافی دوررس اثرات مترتب نہیں ہوئے۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہندوستان کو جو ایک مقروض ملک تھا انگلستان میں اسٹرلنگ کی کثیر مجتمعہ سلک کی بدولت ایک قرض خواہ ملک بنا دیا گیا۔ جو ملک میں سکہ قرطاس کے اضافہ کے مقابلہ میں ایک موثر اقدام ہے۔ ماضی پر تنقید و تعریض کے بجائے مستقبل کی بہتری حاصل کرنا ہی دانائی و فراست کی دلیل ہے۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے کہا کہ ان کی تقریر کا مقصد یہ ہے کہ ان اصحاب کے لئے کچھ سرمایہ فکر و نظر مہیا کیا جائے جو ان کی طرح اس امر کا یقین رکھتے ہیں کہ ہندوستان کو برطانوی دولت عامہ کی ایک نوآبادیاتی حکومت خود اختیاری کی حیثیت سے اقوام عالم میں ایک عزت مقام حاصل ہو سکتا ہے اور حاصل ہوگا۔

فاضل مقرر نے اظہار تشویش کرتے ہوئے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہندوستان معاشی میدان میں بھی اسی طرح مواقع کو ضائع کردے جس طرح اس نے ملک کی بعض جماعتوں کے غیر مصالحانہ رویہ کے باعث سیاسی میدان میں مواقع کو کھو دیا۔

ترقی مابعد جنگ کی اہمیت

ہندوستان کے اہل فکر اصحاب اور حکومتوں کو اب ترقی مابعد جنگ کی طرف اپنی تمام تر توجہ مبذول کرنا چاہئے ہندوستان کی صنعتی توسیع کا زیادہ انحصار پلانٹ مشنری اور فنی مشورہ پر ہے۔ جو خاص طور پر برطانیہ عظمی سے اور ایک حد تک ممالک متحدہ امریکہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ چونکہ تعمیر مابعد جنگ کی کمیٹیوں نے جو ہندوستان میں قائم کی گئی ہیں موجودہ صنعتوں کی توسیع اور جنگ کے بعد نئی صنعتوں کے قیام کے امکانات کی چھان بین کرلی ہے۔ اس لئے اب انگلستان میں ایک کمیٹی کا قیام ممکن ہونا چاہئے۔ جس کی ایک شاخ جو حکومت ہند اہم ہندوستانی ریاستوں اور ہندوستانی کاروباری مفادات کے نمائندوں پر مشتمل ہو ممالک متحدہ امریکہ میں اس غرض سے قائم کی جائے کہ وہ ہندوستان کی ضروریات کے لئے پلانٹ اور مشنری کی تیاری اور ان کو بذریعہ جہاز ہندوستان لانے کے لئے ترجیح حاصل کرے۔ اسٹرلنگ کی کثیر سلک جو حکومت ہند کی جانب سے انگلستان میں جمع کی گئی ہے اس باب میں یقیناً نہایت مفید ثابت ہوگی جس کی موجودگی سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔

برطانیہ ہندوستان سے قرض لے

اس کے بعد فاضل مقرر نے کہا کہ:۔

”ایک عاقلانہ اور دور اندیشانہ اقدام یہ ہوگا کہ برطانیہ عظمی کے لئے روپیہ کا ایک بڑا قرضہ جاری کیا جائے۔ جو جنگ کے بعد چند مسلسل اقساط میں واجب الادا ہو۔ اس کی وجہ سے حکومت ہند اس قابل ہوگی کہ اپنے سکہ قرطاس کے معتد بہ حصہ کو منسوخ کر سکے اور انگلستان میں مجتمعہ اسٹرلنگ ملک کو اپنی ضروریات مابعد جنگ کے لئے استعمال کر سکے۔ باہمی خیرسگالی و اعتماد کی بنا پر اس امر کا انتظام بھی ممکن ہونا چاہئے کہ جب ہندوستان کی مشنری اور پلانٹ کی فرمائشات کے لئے بیرون ملک ادائیاں مطلوب ہوں تو برطانوی حکومت انگلستان میں اس قرض کو ادا کرے جو اس کو ہندوستان کی جانب سے دیا گیا ہے۔ اس انتظام کی وجہ سے پونڈ اسٹرلنگ اور روپیہ کے درمیان تبادلہ کے تناسب میں کسی قسم کی خلل اندازی نہ ہوگی۔“

آنریبل مسٹر غلام محمد نے فرمایا ”برطانوی گورنمنٹ کے دشمنی اس کے لئے اس امر کو تسلیم کرنا سود مند ہوگا کہ اس سیاسی ترقی کے ساتھ جس کا جنگ کے بعد ہندوستان سے وعدہ کیا گیا ہے ان کے مفادات کا بہترین تحفظ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰) پر

دوسری جنگِ عظیم

اور اس کے اسباب

از

دیوی پرکاش نائر

موجودہ جنگ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ ایک ناگزیر چیز ہے یہ کوئی عارضی زخم نہیں بلکہ ایک شدید بیماری کی بحرانی کیفیت ہے۔ یہ شر اور بربریت اس بنیادی خرابی کی علامت ہیں جو ہمارے تمدن میں پیدا ہو گئی ہے۔ تجزیہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرے کی تہ میں تین اہم قوتیں کارفرما ہیں جنہوں نے ایسی تاریکی پیدا کر دی ہے جس میں انسان بھٹک رہا ہے۔ یہ تین قوتیں صنعتی نظام، مادیت اور عقلیت ہیں۔

صنعتی نظام

مشین انسان کے ہاتھ میں ایک خطرناک ہتھیار ثابت ہوئی۔ داخلی طور پر (اپنے صنعتی ممالک کے اندر) اس سے بیروزگاری پیدا ہوتی ہے جس سے لاکھوں انسان فاقہ اور ذلت کا شکار ہوتے ہیں جیسا کہ اکثر ممالک کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ بیروزگاری کی مصیبت میں زیادہ تر نوجوان مبتلا ہوتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کے نونہال زندگی کی مسرتوں سے لطف اندوز ہونے سے پہلے ہی زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ لیکن نوجوان بعض اس وجہ سے کہ وہ نوجوان ہوتے ہیں خاموشی سے مصیبت کو برداشت نہیں کرتے بلکہ کسی انقلاب پسند لیڈر کے ہاتھ میں آتش گیر مادہ ثابت ہوتے ہیں۔ کارخانہ دار ایسے طریقوں سے دولت جمع کرتے اور شان و شوکت پیدا کرتے ہیں جو بالآخر خود ان کے لیے مضر ہوتے ہیں۔

جو لوگ کارخانوں میں ملازم رکھے جاتے ہیں وہ بھی مصیبت سے محفوظ نہیں رہتے۔ انہیں دیہاتوں کی صحت بخش ہوا سے علیحدہ کیا جاتا ہے اور کارخانوں میں بھیڑوں کی طرح ٹھونس دیا جاتا ہے۔ وہاں ناقص غیر صحت بخش غذا انہیں روگ کا شکار بنا دیتی ہے۔ اس طرح کی یکسانی سے جو معاشی [illegible] پیدا ہوتی ہے انہیں زندگی کی مسرتوں سے محروم کر دیتی ہے۔ اس خصوص میں یورپ میں بہت کچھ کیا گیا ہے اور بہت کچھ کرنا ہے۔ صنعتی نظام مزدوروں کے پاؤں میں افلاس کی زنجیر ڈال دیتا ہے تو سرمایہ داروں کے پاؤں میں دولت کی زنجیر پڑ جاتی ہے۔

صنعتی نظام کا دوسرا نتیجہ ملوکیت ہے۔ صنعتوں کو کامیاب ہونے کے لیے خام پیداوار اور منڈیاں درکار ہیں تاکہ بڑے پیمانے پر پیدا کی ہوئی مصنوعات کی کھپت ہو سکے۔ اس لیے منڈیوں کی تلاش ہوتی ہے اور کمزور قوموں کو معاشی دست نگری کا شکار بنایا جاتا ہے اس عمل کو تہذیب پھیلانے کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کمزور قوموں پر معاشی قابو رکھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ ان پر سیاسی تسلط حاصل کیا جائے۔ ملوکیت سرمایہ داری کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ اس کے نتیجے کے طور پر محکوم اقوام میں بیداری پیدا ہوتی ہے اور ملکی تنفر بڑھنے لگتا ہے۔

ایک اور نتیجہ صنعتی نظام کا یہ برآمد ہوتا ہے کہ خود سامراجی طاقتوں میں رقابت شروع ہو جاتی ہے۔ سامراجی طاقتیں ایک دوسرے سے مسابقت کے لیے تیار ہو جاتی ہیں جس کا آخری نتیجہ جنگ کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ گزشتہ جنگِ عظیم میں یہی ہوا موجودہ جنگ میں بھی یہی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی یہی ہوتا رہے گا تاوقتیکہ انسان یہ سبق سیکھ لے کہ ایک دوسرے کو لوٹنے سے نہیں بلکہ ایک دوسرے کی مدد کرنے سے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔

مادیت۔

دوسری بڑی قوت جو معاشرے میں انتشار پیدا کر کے جنگ کی طرف لے جاتی ہے وہ مادی نقطۂ نظر ہے جو سائنس نے نمود دیا ہے یعنی اس خیال کی طرف کہ جہاں کہ سب کچھ مادہ ہے۔ روحانیت کو نظر انداز کیا گیا۔ اور آج ہمارے سامنے یہ حیرت خیز منظر ہے کہ

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا (اقبال)

جب انسان اسے جواب کو سمجھ نہیں سکتا تو وہ پریشان اور بے چین ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے آپ سے گریز کرنے لگتا ہے۔ سینما، رقص، شراب خواری وغیرہ میں وہ زندگی تلاش کرتا ہے روح کا افلاس اس کو ایک مسلسل ہیجان اور تحرک کی جستجو پر مجبور کر دیتا ہے اور وہ گریز پا لذتوں کا تعاقب کرتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ مسرت کا ماخذ باہر نہیں بلکہ روح کے اندر ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سائنس کی اس مادی اور میکانی دنیا میں باطنی افلاس [illegible] ہے۔ ایسے بے چین اور پریشان افراد جو اپنے آپ کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے دنیا کے معاشرتی نظام کو کیا درست کر سکتے ہیں۔

عقلیت۔

تیسری بڑی قوت جو انسان کے زوال کا باعث ہوئی ہے وہ سائنس کا اثر یعنی یہ عقیدہ ہے کہ ہر چیز کی توجیہ عقل سے ہو سکتی ہے۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ زمین و آسمان میں ایسی چیزیں بھی ہیں جو عقل کے دائرے میں بھی نہیں آتیں۔ لیکن سائنس نے عقل پر بنیاد رکھی اور جذبات اور عقیدے کو نظرانداز کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس نے دنیا کی برائیوں کا جو علاج تجویز کیا ہے وہ بجائے مفید ہونے کے مضرات پیدا کر رہا ہے۔ انھوں نے انسان کی فطرت پر نظر نہیں ڈالی نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کی جگہ اب عقل کی پرستش ہونے لگی اور مذہب کی جگہ لا مذہبیت اور سلبیت نے لے لی۔

سائنس یہ خیال کرتی ہے کہ جنسی تعلقات محض میکانی حیثیت رکھتے ہیں۔ ازدواج ایک معاہدہ ہے جو قابل احترام نہیں۔ ضبطِ تولید اور بے راہ روی کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ بے گھر شوہر، آوارہ گرد بیویاں، بے سہارا بچے، بے اولاد مائیں، ناپسندیدہ مرد اور عورتیں حاصلِ تمدن ہیں۔ انسان کے لیے گھر جیسی چیز نہیں بلکہ ہوٹل بن گیا ہے۔ سائنس حیران اور ششدر ہے اس کو محسوس کرنا چاہئے تھا کہ جنسی تعلق اور اخلاق کا احترام حقائق میں توام ہیں۔ ان حقائق کو نظر انداز کر کے سائنس والے یہ سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں کہ مشین نے مزدوروں کی خدمت نہیں بلکہ بے قدری کی۔ زندگیاتِ انسانی میں بنیادی حیثیت جذبات کو حاصل ہے۔ جذبات کی جگہ عقل کو دی جائے تو وہ زندگی کو بے جان کر دیتی ہے۔ عقل انکشافِ صداقت کا ایک ذریعہ ضرور ہے لیکن یہی سب کچھ نہیں۔ انکشافِ صداقت کے لیے عقل کے ساتھ بصیرت کی بھی ضرورت ہے۔

تنہا عقل صحیح رہنما نہیں بن سکتی۔ انسان کسی مسئلہ کی تائید میں بھی استدلال کر سکتا ہے اور مخالفت میں بھی۔ واقعہ یہ ہے کہ عقل خواہش کی غلام ہے۔ زندگی تغیر پذیر ہے۔ لیکن ہم اس تغیر پذیر عالم میں کسی ابدی اساس کے متلاشی ہیں۔ ذہنِ انسانی جبلی طور پر ایک مستقل اساسِ حیات تلاش کرتا ہے جب عقل اس اساس کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتی تو ذہنِ انسانی مایوس ہو جاتا ہے۔ جب ہم علمِ جدید کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ انسان ایک کیڑا ہے ایک حقیر مخلوق ہے۔ اس طرح سائنس انسان کو خود اعتمادی سے محروم کر دیتی ہے۔ عقل کسی مسئلہ کے دونوں پہلو ہمارے سامنے پیش کرتی ہے کہ انسان کی قوتِ عمل معطل ہو جاتی ہے۔ عصرِ جدید کا انسان اسی عقل کے گورکھ دھندے میں الجھ گیا ہے۔

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا۔ (اقبال)

سیاسی عنصر

ان حالات میں سیاسی عناصر اتفاقی طور پر داخل ہو جاتے ہیں تاہم ان کے وجود کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ گزشتہ جنگِ عظیم کے اسباب کی تشخیص غلط کی گئی اور علاج بھی غلط کیا گیا۔ معاہدۂ ورسائی ایک ایسی غلطی ہے جو کبھی معاف نہیں ہو سکتی تھی اور جرمنی کے حالیہ اقدامات کی اصل وجہ یہی تھی۔ سزا دینے سے اجتناب کرنے کی وجہ کوئی کمزوری یا فیاضی نہیں تھی بلکہ روس کا خوف تھا۔ روس کے بین الاقوامی مسلک کے خلاف جرمنی کو قوی تر ہونے کا موقع دیا گیا۔

جرمنی کی جارحانہ روش کی ایک اور اہم وجہ یہ تھی کہ گزشتہ جنگِ عظیم کے بعد قومیت کے جذبات قوی تر ہو گئے تھے۔ امریکہ نے علیحدگی پسندی کا مسلک اختیار کیا خود برطانیہ میں جس کے بین الاقوامی رجحانات مسلم تھے قومیت کا جذبہ تیز ہونے لگا تھا۔ قومیت کے اس احساس نے بین الاقوامی ہم آہنگی اور خیر سگالی کو کمزور کر دیا جس کا مظاہرہ چین اور حبش کی جنگ میں ہوا۔ یہ موجودہ جنگ کے اسباب خود ہمارے گناہوں میں جا گزیں ہیں۔ ہم اگر کسی [illegible] معاشرتی [illegible] ہے۔ افراد یا اقوام کی [illegible] گناہوں کا نتیجہ ہے۔ اقبال کی یہ پیشین گوئی صحیح ہے کہ

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا (اقبال)

کرپس کی تجاویز قبول کر لی جائیں

مسٹر راجگوپال چاری کی تصریحات

مسٹر راجگوپال چاری نے گزشتہ چند ماہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ ... پیش کئے جن پر متعدد اعتراضات کئے گئے۔ انھوں نے اسی مستقل مزاجی کے ساتھ کرپس کی تجاویز قبول کرنے کی دلیل کی ہے۔ یہ تجاویز بعض حلقوں میں پسند نہیں کئے گئے بلکہ ان کی سخت مخالفت کی گئی۔ یہ امر بھی غیر یقینی ہے کہ آیا حکومت برطانیہ گفت و شنید کے سلسلہ کو وہاں سے شروع کرنے پر راضی ہوگی جہاں وہ اپریل ۱۹۴۲ء میں ٹوٹا تھا۔ ان حوصلہ شکن واقعات کے باوجود اگر راجہ جی کرپس کی تجاویز کی طرف لوٹ رہے ہیں تو ضرور اس کے قوی وجوہ ہوں گے۔ یہ وجوہ راجہ جی نے اپنے ایک مضمون میں ظاہر کئے ہیں جو "امرت بازار پتریکا" میں شائع ہوا ہے۔

انھوں نے ہندوستان کے عوام اور ان کے لیڈروں کی کچھ نہ کرنے کی روش پر اور سابقہ غلطیوں کی اصلاح کرنے سے گریز کرنے کی پالیسی پر سخت تنقید کی ہے۔ انھوں نے متنبہ کیا ہے "اگر ہم اب کچھ نہ کریں تو ہم اس جنگ زمانہ میں جو بہت ہی قریب ہے قیمتی وقت ضائع کر دیں گے جبکہ ہر ملک حیات ذات کے لئے اپنی مستقبل کی از سر نو تنظیم میں مصروف ہو جائے گا۔"

ایک غلطی

راجہ جی نے افسوس کے ساتھ کرپس کے مشن کی تفصیلات کا اعادہ کیا ہے۔ ان کی رائے میں سر اسٹافورڈ کرپس کو ہندوستان روانہ کرنا سیاسی بصیرت کی دلیل تھی جو برطانوی ملوکیت کے لئے سود مند تھی۔ لیکن ہماری طرف سے اس پیش کش کو مسترد کر دینا ہمیں بیچ کے فقدان کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے خیال میں گفت و شنید کو منقطع کرنا ایک بڑی غلطی تھی کیونکہ حکومت برطانیہ کچھ دینے کے لئے تیار تھی۔

ملک کے موجودہ حالات کی ایک مبنی بر حقیقت تصویر پیش کرنے کے بعد راجہ جی کہتے ہیں کہ ہندوستانی قومیت کی تحریک ایسے مجالس اور متحدہ گروہوں کی ناقابل مزاحمت طلب نہیں ہے جو آزادی کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی مقامی اور عارضی قسم کے احساسات کی شدت سے ہو کام نہیں کرنا چاہئے مسلمانوں کا وہ طبقہ جو سیاسی شعور کا حامل ہے قومیت کے خلاف ایک جذبہ پیدا کر چکا ہے جو مذہب پر مبنی ہے اور جو مسلم عوام میں بے حد مقبول ہے۔ ہندوستان کے کارخانہ دار دفتری حکومتوں کی خاموش حمایت کرکے دولت کما رہے ہیں ... ساتھ ہی قومیت کے نئے آئینی ہتھیار ... عوام کا افلاس اور جہالت ایک بھاری بوجھ ہے۔"

قومی تحریک کی کمزوری

بہر حال بدقسمتی سے ہندوستانی قومی تحریک اب تک ایک مخالف قوت کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہے اور اس میں یہ محسوس کرنے کی صلاحیت نہیں کہ وہ اقتدار اور ذمہ داری کو باعزت طریقہ پر استعمال کر سکتی ہے۔ سیاسی اقتدار کو دانشمندی کے ساتھ اور موثر طریقہ پر استعمال کرکے وہ انتشار انگیز رجحانات کو دور اور عوام کی جاں نثاری قوت کو منضبط کر سکتی ہے۔ عدم تشدد کا طریقہ شورش برپا کرنے کا ایک زبردست طریقہ تھا لیکن ایک ایسی قوم کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار کی منتقلی کے لئے جیسے کہ ہم ہیں یہ سیاسی طریقہ ناکافی ثابت ہوا۔"

ایسے نازک موقع پر جبکہ مزاحمت کو ختم ہو جانا اور ترغیب و مصالحت کو اس کی جگہ لینی چاہئے ایک غلط تجربہ کیا جا رہا ہے اور جو کچھ اب تک حاصل کیا گیا تھا وہ تاریخ کے اوراق پارینہ میں گم ہو رہا ہے۔ ہماری حالت ایسی نہیں ہے کہ جہاں انتشار اور نراج سے خود بخود ایک منظم حکومت نمودار ہو جائے۔ اس بات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ جن لوگوں نے اس حقیقت کو محسوس کر لیا ہے وہ اس ناگوار واقعہ کی علی الاعلان اعتراف کر گئے اور اپنے ایقان پر عمل پیرا ہو گئے۔ اس سے سیاسی صورت حال میں ایک حیرت انگیز انقلاب رونما ہو گیا۔"

"ہمارا یہ محسوس کرنا کوئی کمزوری نہیں ہے کہ برطانیہ ہندوستان کو اپنے آپ پر حکومت کرنے کے بنیادی حق سے انکار نہیں کر سکتا۔ ہمیں اس احساس پر عمل کرنا چاہئے۔ ہم ایک ایسی منزل پر پہنچ گئے ہیں جہاں ہمیں نئی تدبیروں سے کام لینا چاہئے۔ اگر ہم برطانیہ سے عدم تعاون کرتے کرتے ساری دنیا سے عدم تعاون کرنے لگیں تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

کرپس کی اسکیم

کرپس کی تجاویز پر بحث کرتے ہوئے راجہ جی کہتے ہیں کہ دوران جنگ کے انتظامات کے مسئلہ پر گفت و شنید منقطع ہو گئی لیکن جہاں تک منزل مقصود کا تعلق ہے کرپس کے اعلان میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ الفاظ میں اور جزوی تفصیلات میں تبدیلی ممکن ہے لیکن حکومت برطانیہ اس اسکیم سے بہتر کوئی اسکیم پیش نہیں کر سکتی جو کرپس کے اعلان میں مضمر تھی۔

صوبوں اور ریاستوں کے حق علیحدگی کی نسبت راجہ جی کہتے ہیں کہ مسلم رہنماؤں کی جانب سے جو مطالبہ کیا جا رہا ہے اس کی موجودگی میں یہ کہنا دشوار ہے کہ آخری تصفیہ کے وقت اس نتیجے سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ کرپس کی اس تجویز پر اعتراض کیا جا سکتا کہ نمائندوں کو تصفیہ کے کامل اختیار کے ساتھ بھیجا جانا چاہئے۔ برطانوی ہند کے صوبہ جات کی از سر نو حد بندی کی تجویز بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ اگر دستور ساز اسمبلی میں ہم ایک متحدہ مرکزی حکومت کے قیام کے لئے ایک دوسرے کو قائل نہ کر سکیں تو اس وسیع ملک میں آزادی اور جمہوریت کی نشو و نما کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ جو لوگ علیحدگی پر مصر ہوں انہیں اس کی اجازت دے دی جائے۔"

عارضی تجاویز (دوران جنگ سے متعلق) کے پیش نظر جن کو وقت اور حالات نے پس منظر میں ڈھکیل دیا ہے راجہ جی کی رائے ہے کہ آئندہ دستور کی نسبت کرپس کی تجاویز میں ہندوستان کی تمام قوتوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ایک عملی اسکیم موجود ہے۔ اگر اب بھی رائے عامہ یہ واضح کر دے کہ برطانیہ کا پیش کردہ حل قابل قبول ہے تو ان صوبوں میں دستور کی بحالی کا خیر مقدم کیا جائے گا جہاں یہ معطل کر دیا گیا ہے اور متحدین کے مساعی جنگ میں بجائے مزاحمت کے تقویت پہنچائی جائے گی تو صوبوں کی حکومتوں کو عوام کے قابو میں لانا اور تمام لیڈروں کو رہا کرانا ممکن ہو سکے گا۔ یہ بات فراموش نہ کی جانا چاہئے کہ مسٹر چرچل کوئی اکبر نہیں ہیں۔ جب یہ واضح ہو جائے گا کہ ہندوستان کے باشندے معقول سمجھوتے کے لئے تیار ہیں تو برطانیہ کو جو اندیشہ تھا وہ رفع ہو جائے گا اور امریکہ اور برطانیہ کے مدبرین ہماری موثر امداد کریں گے۔ ہندوستانیوں کو اس وقت صحیح اور معقول طرز عمل سے محض اس اندیشہ کی بنا پر گریز کرنا چاہئے کہ ایسا عمل کامیاب نہ ہوگا۔"

پھر غلطی نہ ہو

ہندوستانی قائدین کے اس فرض پر زور دیتے ہوئے کہ انہیں غذا اور کپڑے کی بنیادی ضروریات میں موثر حصہ لینا چاہئے راجہ جی محسوس کرتے ہیں کہ اس جنگ کے بعد دنیا میں ایک نیا نظام نافذ کیا جائے گا۔ ممکن ہے وہ اتنا خوشنما نہ ہو جتنا کہ مدبرین بتلاتے ہیں مگر وہ اتنا تاریک بھی نہ ہوگا جتنا کہ ہم مایوسی کی حالت میں سمجھتے ہیں۔ اس نظام نو میں ہندوستان کو بھی حصہ لینا ہوگا لیکن اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ بہترین ہندوستانی اپنے وطن کی قسمت کی تشکیل دینے میں حصہ لیں۔ ۱۹۱۹ء اور ۱۹۳۰ء میں ہم نے دستور سازی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اگرچہ اس انکار سے ہماری قومی خودداری برقرار رہی لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور تعمیری کام رجعت پسند جماعت کے ہاتھ میں چلا گیا۔ اگر غلطی تیسری بار دہرائی گئی تو بڑی بدبختی ہوگی۔"

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

مقامی اخبارات میں مولانا رشید ترابی نے یہ اطلاع شائع کی ہے کہ :-

میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کی جماعتوں کے وہ طلبہ جن کو فن خطابت سے دلچسپی ہو ۲۰ شوال کی شام کے ٹھیک پانچ بجے صاحب موصوف کے مکان پر ملاقات کریں ۔ دس طلبہ کا انتخاب منظور ہے جن کے لئے ہفتہ میں تین کلاسوں کا انتظام کیا جا رہا ہے ۔

کیا علامہ رشید ترابی اب تک اس حقیقت سے بےخبر ہیں کہ خطیب پیدا ہوتے ہیں بنائے نہیں جاتے ، البتہ پروپگنڈے کے ذریعہ جس کو چاہیں علامہ یا لیڈر بنایا جا سکتا ہے ۔

ایک محفل میں معیاری پارچہ کی تیاری اور فروخت سے متعلق مسٹر قریب جی کا بیان پڑھا گیا جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ایک سنڈیکیٹ کے ذریعہ معیاری پارچہ کی فروخت کا مکمل انتظام کیا جائے گا ۔ اس بیان کو سن کر ایک صاحب نے فرمایا کہ کیا یکم روپیہ سے زائد آمدنی والوں کو بھی یہ کپڑا مل سکے گا ۔ ایک اور صاحب جو کثیر العیال تھے اس گفتگو کو سنتے ہوئے گنگنانے لگے ۔ —

بیعت اس چار گرہ کپڑے کی قیمت غالب
جس کی قسمت میں ہو مفلس کا گریباں ہونا

ڈاکٹر سی ۔ آر ۔ ریڈی نے ” ایلو جنگ ، ہندوستان “ پر ایک مقالہ لکھا ہے جس میں وہ تحریر کرتے ہیں کہ :-

ہندوستان کے داخلی تشددات دن بدن درست تر ہوتے گئے ۔ ایک سال قبل یہاں دو قومیں تھیں لیکن اب پریس لکھتا ہے کہ یہاں کئی قومیں ہیں ۔ اس صورت میں ہی لیڈر تو کیا حکومت کس طرح تشکیل دے سکتے ہیں ؟

قومی حکومت کس طرح تشکیل دی جا سکتی ہے اس سوال کا جواب سیاسی لیڈر نہیں بلکہ سرمایہ دار دے سکتے ہیں ۔ ریڈی صاحب نے لیڈر والی حیثیت سے محض لاوڈ ...ی لیڈر کی ... ایک ... کوشش کی ہے ۔

جس کے ہاتھ میں ہنڈی ڈوبی اُس کا اب کوئی

مطالبات آصفی کا غالب حصہ اس کا خواہشمند ہے کہ ملک کی مقامی زبانوں کے جامعات کے قیام میں جو بات اس وقت مانع ہے وہ صرف مالی مشکلات ہیں ۔ (مشیر دکن)

ہم اکثر سوچتے ہیں کہ معاصر محترم کے ایک معصوم مطالبہ کی لوگ کیوں مخالفت کرتے ہیں ۔ مطالبہ یہ تھا کہ دیہی رعایا کی مقامی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ابتدائی تعلیم مقامی زبانوں میں دی جائے ۔ ایسے مطالبہ کی معصومیت میں کس کو شک ہو سکتا ہے ؟ اگر اس کے بعد یہ مطالبہ ہونے لگے کہ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم بھی مقامی زبانوں میں دی جائے اور دبی زبان سے یہ بھی کہا جانے لگے کہ نظم و نسق بھی تینوں صوبہ واری زبانوں میں چلایا جائے تو اس کی معصومیت میں شک کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ؟ مگر لوگ ہیں کہ بال کی کھال نکالتے ہیں اور یہ اعتراض کئے جاتے ہیں کہ ایسے مطالبوں کی تکمیل سے مشترکہ زبان باقی نہ رہے گی ، مشترکہ تہذیب اور قومیت نشو و نما پا سکے گی اور حیدرآباد کی سیاسی وحدت کو ٹھیس لگے گی ۔ بعض کور ذوق یہ بھی پوچھتے ہیں کہ ایک طرف پاکستان کی مخالفت کرنا اور دوسری طرف حیدرآباد کو لسانی اصول پر تین حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کرنا کیا معنی رکھتا ہے ؟ مگر ہمارا معاصر محترم ان سارے اعتراضات کو سنتا ہے اور ان سے نظر بچا کر پہ راگ برابر الاپتا رہتا ہے جو اس کی معصومیت کی بین دلیل ہے ۔ ہم معترضین کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ کسی معصوم تحریک میں سیاسی محرکات تلاش کرنا یا سیاست ناواقفیت کا ثبوت ہے ۔

پوسٹ کارڈ کی قلت ۔ (ایک سرخی)

ہمیں ایک کرم فرما نے جیل کے پتہ پر ” نوٹ بک “ کہہ بھیجا ہے ۔ یعنی پوسٹ کارڈ کا بدل دریافت ہو گیا ۔ اب سرشتہ ڈاک سے کوئی شکایت نہ ہونی چاہئے ۔

مجلس اتحاد المسلمین کے شعبہ نشر و اشاعت کا ایک اعلامیہ ظاہر ہے کہ :-

مجلس نے وسیع تعمیری تجاویز کو روبہ عمل ...

لانے کے لئے قمر باغ کی عمارت کو خریدا ہے ۔ قمر باغ کی قدیم عمارت میں دفتری ضرورتوں کے لحاظ سے تعمیر و ترمیم کی ایسی موزوں شکلیں اختیار کی گئی ہیں کہ جن سے عمارت کا حسن دوبالا ہو گیا ہے ۔

شاید اسی قسم کی عمارتوں کو دیکھ کر اقبال مرحوم نے کہا تھا —

مسجد تو بنا لی دم بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

ڈاکٹر جعفر حسن صاحب کا رسالہ ” آسان رسم خط “ پڑھا کہ جس میں عربی حروف (ث ، ح ، ذ ، ص ، ض ، ط ، ظ اور ع) حذف کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے ایک طالب علم نے دریافت کیا ہے کہ :-

” اگر ڈاکٹر صاحب کے مشورہ پر عمل کیا گیا تو پھر اثر اور عصر میں کیا فرق رہے گا “

مقصد تو یہی ہے کہ ہر قسم کا فرق و امتیاز مٹا دیا جائے چاہے اس کوشش میں ترقی اردو کی تحریک بے اثر ہی کیوں نہ ہو جائے ۔

گزشتہ ہفتہ آر ۔ ایل ۔ مسٹر غلام محمد نے ” افراط زر “ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

” نفع اندوزی کرنے والوں کو حقارت سے دیکھنے کا رجحان ابھی سوسائٹی میں پیدا نہیں ہوا “

ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ نفع اندوز حضرات حوام سے لوٹی ہوئی دولت میں سے چند ہزار روپے بنگال ریلیف فنڈ میں چندہ دے کر سمجھتے ہیں کہ وہ بنی نوع انسان کے فرشتے ہیں ۔ افراط زر ان نفع اندوزوں کے حق میں ستار العیوب اور رفاہی افعال سے شاہت ہو رہی ہے ۔

بلدیہ کا ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ :-

” محکمہ بلدیہ میں ایک جائنٹ ہیلتھ ورکر ویمن آفیسر کے لئے بنگالی تقرر مطلوب ہے جس کے لئے ایک کو ایلیفائڈ ہیلتھ وزیٹر کی ضرورت ہے ۔ “

کوالیفائڈ ہیلتھ وزیٹر ؟ آج تک اردو کی بے مائیگی کا احساس ہوا اور نہ ہم اب تک اس اصطلاح میں بتلا سکے کہ اردو میں جدید خیالات بخوبی ادا ہو سکتے ہیں ۔ معاصر ” مشیر دکن “ کو فوراً اس موضوع پر ایک اداریہ لکھنا چاہئے ۔

حکومت اڑادنگو نے مقامی دستکاری جماعت کو ایک تنبیہ کی ہے ۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ” مشیر دکن “ نے حیدرآباد کے دستکاری نوجوانوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے پیشے ہی اداروں سے اور اپنے ہی پیٹ خادم سے کام کریں ۔ دوسرے اداروں کے تحت یا ان کے نام سے اپنے مقاصد کی تکمیل کرنا مناسب نہیں ۔

اگر مطلب یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد قرارداد مقصد کا عملی ثبوت ہو جائیں تو ہمارا خیال ہے اس سے ... ان کو ... کے ... ہو ... کے ... تو ... اور دوسرے ... کو ... وہ ...

زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم سے متعلق

سررشتہ آبپاشی کی سرگرمیاں

محکمہ تعمیرات عامہ کے مواد میں تخفیف اور کارکنوں کی اجرت اور اشیاء کی قیمت میں کثیر اضافہ ہونے کے باوجود محکمہ مذکور نے سنہ ۱۳۵۵ف کے ابتدائی چھ مہینوں میں جیڈ تا سولی پتم اور حیدرآباد تا راجندری جیسی ٹرنک سڑکوں کی توسیع و نگہداشت کا کام جاری رکھا۔ چنانچہ ۵۲۰۲ میل مجموعی طول کی سڑکیں محکمہ مذکور کے زیر نگرانی رہیں۔ ۵۰ لاکھ روپے کے مصارف سے ۵ میل طویل سڑکیں بنائی گئیں اور تقریباً ۵۰ میل مجموعی طول کی سڑکیں زیر تعمیر ہیں جن کے مصارف کا تخمینہ ۲۵ لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔

مرکزی معتمدی کی عمارتوں کے لئے جگہ حاصل کرنے پر ۲ لاکھ روپے صرف کئے گئے۔ ان عمارتوں کے واسطے آراضی حاصل کرنے کی غرض سے ۲۲ء۹۳ لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔ جگہ کی صفائی اور سڑکوں اور سایہ دار راستوں کے تخمینے مرتب کرنے پر بھی توجہ کی گئی۔

وقار آباد کے قریب اننت گیری کی پہاڑیوں میں ۱۳ لاکھ روپے کے مصارف سے دق کے مریضوں کے لئے ایک صحت گاہ کی عمارت تعمیر کرنے میں بھی عجلت کی جا رہی ہے۔

فتح نگر، ابراہیم باغ، مکی دروازہ اور افضل گنج کے لئے آبرسانی کی اسکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔

وسائل آب پاشی میں سے حسب ذیل کی تعمیر جاری رہی۔

۱۔ نظام ساگر کا پانی تقسیم کرنے کے لئے نہریں تخمینہ مصارف ۱۰۵ لاکھ روپے

۲۔ پچے گاؤں پروجکٹ (ضلع کریم نگر) تخمینہ مصارف ۹ء۱۰ لاکھ روپے

۳۔ اکیم پور پروجکٹ (ضلع کریم نگر) تخمینہ مصارف ۹۸ء۰ لاکھ روپے

ان امور کے علاوہ معمولی لائحہ عمل کے مطابق ۹۰ء۱۰ لاکھ روپے مصارف سے تعمیراتی کام جاری رہے حکومت کے پیش نظر ایک چھ سالہ لائحہ عمل بھی ہے جس میں ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں جدید وسائل آبپاشی کی تعمیر بھی شامل ہے۔

زیادہ غلہ اگانے کی مہم کو تقویت

سنہ ۱۳۵۵ف میں محکمہ تعمیرات عامہ کے شعبہ آبپاشی کے معتمد اور چیف انجینئر نے ممالک محروسہ سرکار عالی میں چاول کے زیر کاشت رقبہ کو وسعت دینے کی فوری تدابیر اختیار کرنے کے لئے ایک تجویز پیش کی تھی جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ گذشتہ پانچ سال میں ممالک محروسہ میں چاول کی پیداوار کا سالانہ اوسط ۳۵۰۰۰۰ ٹن رہا ہے اور ہر سال ۲۰ لاکھ روپے مالیت کا ۵۰۰۰۰ ٹن چاول درآمد کیا جاتا ہے۔ ممالک محروسہ میں فی ایکڑ چاول کی پیداوار کا اوسط ۳۳۵ء۰ ٹن ہے۔ چنانچہ اس بنا پر یہ ضروری تصور کیا جاتا ہے کہ تمام ضروریات کی تکمیل کے لئے چاول کے زیر کاشت رقبہ میں ۲۵۰۰۰۰ ایکڑ کا اضافہ کیا جائے۔ اس رقبہ میں سے ۱۳۶۶۰۰ ایکڑ آراضی کو حسب ذیل وسائل آب پاشی کے تحت کاشت کرنے کی تجویز کی گئی۔

نظام ساگر پروجکٹ	۱۰۵۰۰۰ ایکڑ
ڈنڈی پروجکٹ	۹۶۰۰ ,,
پنڈری پاکلر پروجکٹ	۲۰۰۰ ,,
پرانے تالاب	۲۰۰۰۰ ,,

میزان ۱۳۶۶۰۰ ایکڑ

باقی ماندہ ۱۱۳۴۰۰ ایکڑ اراضی کے لئے ۹۰ لاکھ روپے کے مصارف سے بعض چھوٹے وسائل آب پاشی تعمیر کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔

مرمت شدہ تالاب

مذکورہ بالا تجویز پیش کرنے کے بعد محکمہ مذکور ۲۰ء۱۲ لاکھ روپے کے مصارف سے ۱۵۰۰۰ ایکڑ آراضی سیراب کرنے کے لئے شکستہ تالابوں کی مرمت کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے علاوہ ضلع محبوب نگر میں ڈنڈی پروجکٹ سے سیراب ہونے والے رقبوں میں ۳۹۰۰۰ ایکڑ کا اضافہ کیا گیا۔ تالابوں اور ندیوں سے نکالی ہوئی نہروں کی درستی کا کام بھی جاری رہا۔

آب پاشی کے وسائل میں مزید اضافہ کرنے کے لئے حسب ذیل اسکیمیں روبہ عمل لائی گئیں جن میں سے بعض تکمیل ہو چکی ہیں اور بعض ابھی زیر تکمیل ہیں۔

نام پروجکٹ	ضلع	آیاکٹ	مصارف
۱۔ ستنالا ہوپالم	ورنگل	۲۵۰۰ ایکڑ	۱۱٫۴۰ لاکھ
۲۔ بیت پلی	ورنگل	۳۵۰۰ ,,	۲٫۱۵۰ ,,
۳۔ بودلی	بیڑ	۲۰۰۰ ,,	۳٫۴۳ ,,
۴۔ نیوری پروگنگام	عادل آباد	۲۰۰ ,,	۱٫۱۲ ,,
۵۔ رنگاپوری گڑہ پنڈرہ	ورنگل	۱۵۰۰ ,,	۰٫۱۵ ,,

میزان ۱۳۵۰۰ ایکڑ ۱۰٫۰۹ لاکھ

جدید وسائل آبپاشی۔ آب پاشی کے حسب ذیل وسائل کے تخمینے مرتب کرکے حکومت کی منظوری کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔

نام پروجکٹ	ضلع	آیاکٹ	مصارف
۱۔ اکیم پور	کریم نگر	۱۳۰۰ ایکڑ	۰٫۹۸ لاکھ
۲۔ پچے گاؤں	,,	۱۰۰۰ ,,	۱۰٫۹ ,,
۳۔ سلامدرم	ورنگل	۱۳۰۰ ,,	۰٫۱۹ ,,
۴۔ ایاگلاپور	نلگنڈہ	۵۰۰ ,,	۰٫۹۱ ,,
۵۔ سروال	محبوب نگر	۵۰۰ ,,	۱۳۴ ,,
۶۔ سرانا	ناندیڑ	۱۰۰۰ ,,	۰٫۱۵ ,,

میزان ۴۶۰۰ ایکڑ ۱۳٫۲۱ لاکھ روپے

زیر منظوری تجاویز

حسب ذیل وسائل آب پاشی تعمیر کرنے کی تجویزیں حکومت کی منظوری کے لئے پیش کی گئیں ہیں۔

نام پروجکٹ	ضلع	آیاکٹ	مصارف
۱۔ مانیر	کریم نگر	۲۰۰۰ ایکڑ	۱۰٫۳۱ لاکھ روپے
۲۔ کوئل ساگر	محبوب نگر	۴۱۰۰ ,,	۱۲٫۲۰ ,,
۳۔ چندر ساگر	,,	۳۰۰۰ ,,	۲۰۰ ,,
۴۔ ارجن پلی	نلگنڈہ	۱۰۰۰ ,,	۰۰۰ ,,

میزان ۱۰۱۰۰ ایکڑ ۳۱۰٫۰ لاکھ روپے

ضلع ورنگل میں منیر پروجکٹ سے متعلق پیمائش کا کام چند ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ اور یہ اسکیم حکومت کی منظوری کے لئے پیش کی جائے گی۔ اس اسکیم کے مصارف کا تخمینہ ۸۰ لاکھ روپے ہے اور اس سے ۵۰۰۰۰ ایکڑ آراضی سیراب ہو سکے گی۔

حتی الامکان شکستہ تالابوں کی جلد از جلد درستی کے کام میں محکمہ متعلقہ مصروف ہے تاکہ وسائل آب پاشی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو سکے۔

غریب اور بھوکی رعایا سے خسروِ دکن کی شاہانہ ہمدردی

"صحیح خدمتِ بنی نوع"

متعلق اپیل پرنسس آف برار

اگرچہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر کسی وقت کسی جگہ میں آفات ارضی و سماوی سے سب کو ان آفات کا سامنا کرنا ہو تو حکومت کا فرض ہے کہ اس کا انتظام کرتی ہے اور دیگر لوگ بھی اپنی حد تک اس میں دلچسپی لیتا ہے۔ مگر اس طریقہ سے جیسا کہ چاہئے کام نہیں چلتا جب تک کہ ملک کے دولت مند صاحبانِ ثروت یا خوشحال طبقے بھی اپنی استطاعت کی حد تک امداد دینے پر آمادہ نہ ہوں۔ امراء و رئیسان جاگیردار ساہوکار وغیرہ اس میں شریک نہ ہوں ورنہ سارا بار حکومت کے کاندھوں پر ڈال کر دوسرے طبقے (با لحاظ مذہب و ملت کہ یہ کام کسی خاص فرقہ یا قوم سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کی نوعیت ایک بہبودِ عام کی ہے) محض تماشہ بین بنے رہیں بلکہ زبان و قلم سے مدح و ثنا کرکے ٹرخا دیا جائے (جبکہ ان کے ذاتی کیسہ زر سے کچھ خرچ نہ ہوتا ہو) یہ فعل قابلِ تحسین تو درکنار منصفانہ بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔

اس سلسلہ کو شروع کرنے کی تحریک کا باعث جو کچھ حالات اس وقت مالی تنگی کی وجہ سے پیدا ہوئے یا فصلوں کی خرابی اور ارزانی یا گرانی کے باعث جن کے اثرات اور بھی شدید ہو سکتے ہیں، اندیشہ لگا ہوا ہے کہ یہ فرقہ ہائے مذکورہ کس طرح اس کام میں دینے گے یا مختلف طبقہ کی امداد جو کہ سرکاری ملازمت میں شریک نہ ہوں یا کوئی ذریعہ پرورش نہ رکھتے ہوں حصہ لے کر سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔ ان واقعات کی رفتار دیکھ کر اس میں کچھ شک نہیں ہے جو کچھ کرنا ہے وہ کیا جائے تاکہ یہ وقت دور ہو سکے۔ ہمیں ان کمیٹیوں کے ممبران سے ایک نہ ایک توقع ہے کہ یہ قابل قدر کام انجام دینگے غلام اپنی کارگزاری کا ذکر جو کچھ ہو خطرے کے وقت کوئی حد نہیں رکھتا۔ ہم انہیں مطلع کرتے ہیں کہ ان کا شکل بیدا ہوتی ہے یا دانوں کی حرص کی قیمت۔ وقِس علیٰ ھٰذا۔

دیگر متمول طبقہ نسواں بھی اگر چاہے اور وہ اپنی طبیعت پر ناز کرتی ہو تو ایک مرتبہ سیر و تفریح یا اسباب زیب و زینت یا لباس فاخرہ یا دیگر غیر ضروری امور میں صرف ہوتا ہے صرف اسی حد تک چندہ میں ماہانہ یا یکمشت دے کر چندہ مذکورہ کے ساتھ اپنی ہمدردی و توجہ کا مظاہرہ کر سکتی ہے (یعنی یہ کام ہمیشہ کے لیے نہیں ہے بلکہ موقتی سمجھا جائے گا) ورنہ وہ صرف طرز مساوات حقوق کے جلسہ ہائے نگ دہری و اربعہ صفات و عمل میں قابل اعتنائی نہ سمجھی جائیں گی یا یہ دعویٰ کہ ہر کام میں طبقہ ضعیف مقابل کے دوش بدوش کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اگرچہ بالخصوص عملی صرف زبانی جمع و خرچ کی حد تک رہ جائے گا اور اس وقت ان کی بیں کچھ جان باقی نہ رہے گی۔

تنفوسراً بہ یہ وقت ایسا نازک ہے کہ سب کو ایک دل ایک جگر ہو کر ہمت و جرأت سے کام کرکے چاردانگ عالم میں شہرت و نیک نامی حاصل کرنا چاہئے۔ بقول۔ الشوق صدق والاتمام من اللّٰہ۔ (صبح دکن)

فرائض ہر دو محکمہ یعنے دیوانی و صرفخاص

حالات حاضرہ و دیگر امور کی وجہ سے مثلاً گرانی اجناس یا بعض اضلاع میں قحط کے آثار رونما ہونے یا پیشگی قلت غلہ سے پیدا ملازمین (چاہے برسرِ خدمت ہوں یا وظیفہ یاب) کے امدادات میں معقول اور مستقل گرانی جاری کرنے سے یا تعصبات میں۔ رفاہ عام کا کام انجام دینے سے غیر معمولی اخراجات لنگروں کی حد تک برداشت کرنا پڑا ہے نظر بریں حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے لطف پرنسس آف برار کی اپیل میں شرکت کی غرض سے جو تصفیہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ

یکم آذر سال رواں فصلی سے دیوانی و صرف ایک سال تک اکا مذکورہ میں یک ہزار روپیہ حالی چندہ دے گی یا یکمشت (بارہ ہزار روپیہ حالی ۱۲۰۰۰) اسی طرح سے بعض شرائط پر جو کہ بیان ہو سکتے ہیں صرفخاص (فقط) ماہانہ چندہ دے گا یا یکمشت (سمت ۔ ہزار روپیہ حالی) اس سلسلہ پر جہنیز نظر کرتے یہ دو چندے اپنی حد تک نہ صرف حامی بلکہ فیاضانہ ہیں۔ (صبح دکن)

چندہ منجانب سرشتہ پائیگاہ

چونکہ یہ سرشتہ بھی سرکاری گورنمنٹ میں ہے۔ چند تصفیہ ہوا ہے کہ سرشتہ پائیگاہ ۔ ہزار روپیہ حالی یکمشت بطور چندہ دے جملہ سمت ۔ ہزار روپیہ حالی۔

دیگر جو ورکنگ کمیٹی زیر قیادت پرنسس آف برار کام کرے گی اس کا وہ تمام مدد سے منجانب دیوانی و صرفخاص رہنما فرض ہوئے ہیں کہ معقول چندہ ان دونوں نے دیا ہے۔ اس کے سوا یہ کام صرف ریاست حیدرآباد تک محدود رہے گا ایسے اس کو بیرون ملک سے تعلق نہ ہوگا کیونکہ یہ مقامی چیز ہے اور اسی شرط سے چندہ دیا گیا ہے وہ بھی خاص حالات کے تحت اور نیز وہ بغیر امداد کے اپنی اپنی حد تک کام کر رہے ہیں جو کہ ان کے فرائض میں داخل ہے۔

دیگر معزز مورخہ ۲۹ رمضان شائع شدہ اخبار صبح دکن میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے مختلف مدات میں صرفخاص نے اپنی حد تک اب تک غیر معمولی اخراجات کا جو بار برداشت کیا ہے اس کی مقدار معلوم ہو۔ صبح دکن

صحیح اصولِ زندگی

دنیا کا عام طور پر یہ خیال ہے (جو کہ یقیناً محض غلط ہے) کہ انسان جب تک قناعت اور بقیہ زندگی بسر کرے (جس کا نام وہ عیش و عشرت اسراف اور بے جا تیاری کا مہیا ہونا رکھتے ہیں) اس کی وقعت ہلاک میں قائم نہیں رہ سکتی۔ درانحالیکہ اس سے بحث نہیں کہ اس کی طرز زندگی میں کتنی ہی خامیاں موجود ہوں یا اس کا کیریکٹر آلائش ہر قسم سے آلودہ ہو۔ برخلاف اس کے انسان کی وقعت کو جو چیز دنیا میں بڑھاتی ہے وہ اس کی سادہ زندگی ہوتی ہے جس کا منبع اس کا پاک و صاف کردار۔ صلح جو طبیعت۔ راست بازی۔ آزادی ضمیر۔ ہمدردی بنی نوع۔ صداقت و دیانت اور شرافت ہیں جو کہ کم از کم اور سب سے بڑھ کر اس کے مذہبی خیالات ہوتے ہیں (علاوہ ذاتی لیاقت کے) ورنہ اگر ان چیزوں کے مجموعہ سے اس کی آب و گل کا خمیر بنا ہو تو پھر اس کا دنیا میں آنا یا نہ آنا دونوں برابر ہے۔ الحاصل آج کل جو انقلاب عظیم دنیا کے سامنے ہے وہ انسان کو ہر طرح سے سبق عبرت دینے کے لیے کافی ہے بشرطیکہ اس کا رنگ دیکھنے کے لیے دیدۂ بینا اور سامعہ سننے کے لیے گوش شنوا کی ضرورت ہے ورنہ اگر یہ نہیں تو پھر بالحالت ناشناسی حالت سکون مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔

الغرض ابھی وقت تھوڑا بہت جو باقی رہ گیا ہے اس میں انسان کو چاہئے (اس سے بحث نہیں کہ اس کا مذہب یا منصب کیا ہے) کہ اپنی زندگی ماضی کا جائزہ لے کر زندگی حال پر نقد و تبصرہ کرکے زندگی مستقبل کا لائحہ عمل تیار کرے تاکہ جو کچھ تلافی مافات ہو سکے۔ ورنہ یاد رہے کہ اگر یہ موقع بھی (جو کہ سب سے آخری ہے) ہاتھ سے جاتا رہے تو پھر بجز کف افسوس ملنے کے اور کچھ چارہ کار باقی نہ رہے گا یہ قول۔ تیر جستہ از کمان باز نمی آید۔

الحق کہ اب بھی دنیا میں بعض ہستیاں ایسی موجود ہیں (چاہے ان کو انگلیوں پر کیوں نہ شمار کیا جائے) جو کہ امور مستند کو ملحوظ رکھ کر اپنی عمریں خوشی گوار حالات کے تحت بسر کر رہی ہیں اور دنیا کی ہیئت سے ہر طرف سے خراج تحسین و آفرین ان کو حاصل ہو رہا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ گروہ ہوں کے لیے شمع ہدایت کا کام دیتی ہیں اور شرافت ان سے سب شمار کرنے کا دعوی رکھتے ہیں ورنہ "ما بقیہ ترجمہ شاہ سلامت" (انعام گرشہ)

غلہ اور کپڑے کے متعلق حکومت کی پالیسی

کمیونکے

جنگ کے پیدا کردہ حالات، جنگی ضروریات کے مطابق صنعتی پیداوار میں تبدیلی، زرعی مقدار میں اضافہ اور نقل و حمل پر عائد شدہ پابندیوں کی وجہ سے اجناس خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ان کی مناسب منتقلی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ ان اسباب سے اور پیدا کنندوں تقسیم کنندوں اور صرف کنندوں پر ان کے ردعمل نے غلے اور کپڑے کے مسئلہ کو پیچیدہ بنا دیا اور زمانہ امن کے معمولی طریقوں سے ان کا حل دشوار ہو گیا۔ چنانچہ تمام ہندوستان میں زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے نفاذ اور ضروری اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کی روک تھام کے لئے مختلف ریاستوں اور صوبوں نے جو تدبیریں اختیار کی ہیں وہ بھی اب تک یہ مسئلہ حل نہ کر سکیں۔

شروع شروع میں جب کہ اس مسئلہ نے اتنی شدت اختیار نہیں کی تھی اندرون و بیرون ممالک محروسہ یہ محسوس کیا جاتا تھا کہ اس معاملہ کو اسی طرح نہیں چھوڑا جا سکتا کہ وہ از خود طلب و رسد کے قانون کے مطابق کوئی فطری حل تلاش کرے۔ چنانچہ قیمتوں کی نگرانی کا طریقہ نافذ کیا گیا اور اس کے بعد چونکہ یہ مسئلہ ہندوستان بالخصوص بنگال میں زیادہ شدید ہو گیا اس لئے اس ضمن میں مزید تدبیریں اختیار کی گئیں۔

جہاں تک کہ خود ممالک محروسہ کا تعلق ہے۔ اشیاء کی قیمتوں کی نگرانی کے لئے اختیار کردہ تدابیر اس حد تک تو موثر ثابت ہوئیں جتنی کہ اس وقت ضرورت تھی لیکن آئندہ حالات سے یہ ظاہر ہوا کہ کاشتکاروں اور دیہاتی اشخاص میں ذخیرہ بازی اور نفع اندوزی کے رجحانات کی وجہ سے پیدا شدہ مسئلہ پر یہ تدبیریں بہت کم اثر انداز ہوتی ہیں اور ان حالات میں سخت تدابیر اختیار کئے بغیر قیمتوں کی نگرانی سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ ایسے خوش حال طبقوں کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوں گی جو زیادہ قیمت دے کر خریداری کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس عدم یکسانیت کا مظاہرہ اس سے ہو رہا تھا کہ قلت یا قیمتوں کی بڑھی ہوئی قیمت کی وجہ سے بعض طبقے تو مصیبت اٹھا رہے تھے اور بعض طبقوں کے پاس ان چیزوں کی کافی مقدار تھی اور وہ اسے ضائع بھی کر رہے تھے۔

حیدرآباد خود مکتفی نہیں

حکومت سرکارعالی کے پیش نظر جو مسئلہ رہا ہے اس کی نوعیت دوگونہ ہے ایک تو یہ کہ ضروری اشیاء کی تقسیم میں زیادہ مساویانہ اور موثر طور پر باقاعدگی پیدا کی جائے اور دوسرے یہ کہ ان ضوابط کے نفاذ کے بعد جب باشندگان ممالک محروسہ کی واجبی ضروریات کی تکمیل ہو جائے تو باقی ماندہ پیداوار سے ہندوستان کے قلت پیداوار والے علاقوں کی مدد کی جائے جو وہاں کے مصائب دور کرنے اور جنگ کو کامیابی سے جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس مسئلہ کا دوسرا رخ اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ چاول، گیہوں اور مٹی کے تیل جیسی بعض ضروری اشیاء کی حد تک حیدرآباد خود مکتفی نہیں ہے اور یہ چیزیں اسی اصول پر ہندوستان کے دوسرے حصوں سے درآمد کی جاتی ہیں۔ ہندوستان کے تمام حصے ایک دوسرے کی امداد پر کافی انحصار رکھتے ہیں اور افراتفری سے محفوظ رہنے کے لئے باہمی تعاون ضروری ہے۔

تیسری غذائی کانفرنس میں حیدرآباد نے جو شرکت کی ہے اور وہاں طے شدہ مسائل سے جس حد تک اتفاق کیا ہے اس سے حکومت سرکارعالی کا اختیار کردہ یہ اصول کسی طرح متاثر نہیں ہوتا کہ مملکت حیدرآباد خود ہی اس کا فیصلہ کرے گی کہ وہ کیا برآمد کر سکتی ہے اور اسے کیا درآمد کرنا ہے اور اس کا تصفیہ کرنے کے لئے ذخائر، بازار اور فصلوں کی حالت اور آئندہ توقعات کی روشنی میں حالات کا مسلسل جائزہ لیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے جن انتظامات کی ضرورت ہے انہیں بہتر بنانے اور ضروری اشیاء کے ذخیرے حاصل کرنے یا ان پر نگرانی رکھنے اور ممالک محروسہ میں ان کی مناسب تقسیم کرنے کے بارے میں حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ اب نہ صرف قیمتوں اور ذخیروں کی نگرانی کے لئے ہی مزید تدبیریں اختیار کرنے کی ضرورت ہے بلکہ بڑے قصبوں اور بالخصوص شہروں میں اشیاء خوردنی کی رسد بندی کرنا بھی ضروری ہے تاکہ تمام طبقوں کے مفاد کا تحفظ ہو سکے۔ باب حکومت کی ایک ذیلی مجلس کچھ عرصہ سے ان مسائل پر غور کر رہی ہے۔

آئندہ پالیسی

حکومت سرکارعالی نے ایک فرمان مبارک کی تعمیل میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ غلے اور کپڑے کے متعلق زیادہ سخت پالیسی اختیار کی جائے اور اس مقصد کے لئے صدر المہام بہادر مال کے تحت ایک نیا محکمہ رسد قائم کیا گیا ہے۔ یہ محکمہ ایک صدر ناظم کے تفویض ہے جو اس محکمہ کے معتمد بھی ہیں اور جن کا یہ فرض ہے کہ اس محکمہ کے ماتحت مختلف اداروں کی سرگرمیوں میں تعاون پیدا کریں اور اضلاع میں غلہ کے متعلق عہدہ داران مال کی اختیار کردہ تدبیروں کی رہنمائی اور نگرانی کرتے رہیں۔ اس کام کے لئے تجربہ، ہوشیاری، خوش تدبیری اور اعتماد عامہ کی ضرورت تھی چنانچہ حکومت نے صدر ناظم اور معتمدی کی جائیداد کے لئے مولوی سید فضل احمد صاحب ایم۔ سی۔ ایس کا انتخاب کیا ہے۔ جن کا تقرر حال ہی میں امور عامہ کی معتمدی پر ہوا تھا اور اب اس جائیداد پر ان کا حق محفوظ ہے۔ ان کی مدد کے لئے ایک ناظم خریدی اجناس بھی ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے عہدہ داران میں ناظم رسد بندی اجناس، ناظم پارچہ و سوت اور شیر ایات بھی شامل ہیں۔ موخر الذکر عہدہ دار کے تحت حسابات و تنقیح کا ایک علحدہ شعبہ بھی قائم ہوگا۔

زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے لئے ضروری اشیاء کا حصول اور ان کی فراہمی اور تقسیم جیسی انتظامی سہولتوں اور دوسری ضرورتوں کے لئے رسد بندی اور اشیاء حاصل کرنے کے اختیارات کی ضرورت ہے۔ اور نقل و حمل کی سہولتوں پر نگرانی کا مسئلہ بھی اتنا ہی اہم ہے۔ خاص کر اس لئے کہ غلے کی منتقلی کو فوقیت دینا ضروری ہے۔ موخر الذکر مسئلہ ایک حد تک ایک نیا ادارہ حل کرے گا جو عہدہ دار نقل و حمل کے تحت قائم کیا جا رہا ہے۔ عہدہ دار مذکور کا تقرر کیا جا چکا ہے اور وہ محکمہ امور عامہ کے تحت اپنے فرائض انجام دیں گے۔

ذخیرہ بندی اور نفع اندوزی کے خلاف مہم

جہاں تک کہ غلہ اور کپڑے کے مسئلہ کا تعلق ہے اسے حل کرنے کے لئے قانون تحفظ ممالک محروسہ سرکارعالی کے تحت ایسے اشخاص کے خلاف ایک مہم جاری کی جانے والی ہے جو غلہ ذخیرہ کرتے یا سرحد پر چوری سے غلہ لاتے اور لے جاتے ہیں۔ مقامی عہدہ داران اور امداد باہمی اور دوسرے اداروں کے ذریعہ سے کاشتکاروں سے ربط قائم کرنے کی ہر کوشش اختیار کی جائے گی اور ایسے تاجروں اور دوسرے طبقوں کا بھی تعاون حاصل کیا جائے گا جو موجودہ حالات سے فائدہ اٹھا کر نفع اندوزی کو پسند کرتے ہیں۔ اہم اجناس خوردنی اور اگر ضرورت ہو تو معیاری کپڑے کی بھی عنقریب رسد بندی کی جائے گی۔ رسد بندی کے متعلق ایک قانون شائع کیا جا چکا ہے۔ یہ رسد بندی جس قدر جلد ممکن ہو سکے گا بلدہ حیدرآباد میں شروع کر دی جائے گی اور کچھ عرصے بعد ورنگل، گلبرگہ، اورنگ آباد، جالنہ اور ناندیڑ میں بھی اس کا نفاذ ہوگا اور بعد ازاں اگر حالات نے اسے ضروری قرار دیا تو تقریباً پندرہ ہزار یا اس سے زیادہ آبادی والے تمام مقامات میں بھی اسے نافذ کیا جائے گا۔

مشاورتی مجالس

ایسے مفید اقدامات میں عوام کی وسیع ترین ممکنہ امداد اور تعاون عمل حاصل کرنے کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے حکومت سرکارعالی نے یہ طے کیا ہے کہ غلہ اور پارچہ و سوت دونوں کے لئے ایک ایک مشاورتی مجلس قائم کی جائے جو سرکاری اور غیر سرکاری دونوں قسم کے اراکین پر مشتمل ہو اور ان میں بلدہ حیدرآباد اور اضلاع کے کاشتکاروں، تاجروں اور صارفوں کے نمائندے شامل ہوں۔ امید ہے کہ ان مجالس کے اراکین کے نام عنقریب شائع کر دئے جائیں گے۔ غلہ کی مشاورتی مجلس کا پہلا جلسہ اکتوبر ۱۹۴۳ء کے تیسرے یا چوتھے ہفتے یعنی آذر ۱۳۵۳ف کے تیسرے ہفتہ میں طلب کیا جائے گا۔ ہز ایکسلنسی صدر اعظم بہادر ان دونوں مجلسوں کے صدر اور صدر المہام بہادر مال نائب صدر ہوں گے۔ اضلاع اور تعلقوں کے لئے بھی متوازی ادارے قائم کئے جائیں گے جن کے صدر متعلقہ اول تعلقدار اور تحصیلدار ہوں گے۔

حکومت سرکارعالی کو یہ اعتماد ہے کہ ان تدابیر کو روبعمل لانے میں اسے باشندگان مملکت کے تمام طبقوں کی عام تائید حاصل رہے گی۔

ہندوستان کا سرمایہ ہندوستان ہی پر صرف ہو

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

ہندوستانی عوام کی خیر سگالی بیں مضمر ہے۔

برطانوی مفادات کو مشورہ

ہندوستان اس خود اختیاری حکومت کا بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہا ہے۔ جس کا وہ سیاسی میدان بھی اسی طرح مستحق ہے جس طرح کہ سیاسی میدان میں۔ برطانیہ کے متعلق مفادات کو یہ بھی محسوس کرنا چاہئے کہ ہندوستان میں ان کا آئندہ فریضہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہندوستانیوں پر اعتماد کریں اور ان کے ساتھ پر خلوص و کامل تعاون برتیں۔

ان برطانوی کمپنیوں کے زمانہ کو جن کی اسٹرلنگ سرمایہ کے ساتھ برطانیہ عظمیٰ میں رجسٹری ہو چکی ہے اور جو ہندوستان میں کام کر رہی ہیں ایسی کمپنیوں کے دور میں تبدیل ہونا چاہئے جس کا زیادہ تر اثاثہ ہندوستانی سرمایہ ہو جن میں روز افزوں ہندوستانی عملہ مقرر ہو جس کو برطانی یا امریکی ماہرین صنعت نے تربیت و امداد دی ہو۔ اور جن میں مینجنگ ایجنسی کا ایک ایسا ضروری نظام ہو جس کی نگرانی تھوڑے عرصہ میں ہندوستانی ہاتھوں میں منتقل ہو جائے۔

تقریر ختم کرتے ہوئے فاضل مقرر نے کہا کہ ایک ایسا ہندوستان جو صنعتی طور پر ترقی پذیر اور خوشحال ہو ایشیا میں قوت کے توازن کو برقرار رکھنے اور دنیا کی دیگر آزاد جمہوریتوں کو حملہ آوروں کے خلاف جنگی کارروائیوں کا ایک مرکز مہیا کرنے میں نمایاں اور اہم حصہ لے گا۔

ہندوستان کو اس واقعہ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ برطانیہ عظمیٰ کے ایک اوسط درجہ کے رائے دہندہ نے اب اس امر کو پورے خلوص کے ساتھ محسوس کر لیا ہے کہ ہندوستان کو سیاسی اور معاشی طور پر دائمی غلامی میں رکھنا ایک داستان پارینہ ہے۔ اس لئے برطانوی عزائم پر جو شک و شبہ ہے اس کو خیر سگالی اور اعتماد میں تبدیل ہو جانا چاہئے۔

صدر اعظم بہادر کی تقریر

آنریبل مسٹر غلام محمد کی تقریر کے ختم پر اجتماع نے پر زور تالیاں بجائیں اور اس کے بعد ہز اکسلنسی سر صدر اعظم بہادر نے ایک مختصر اور جامع تقریر میں آنریبل مسٹر غلام محمد کے افراط زر سے متعلق خیالات اور تعمیری تجاویز پر تنقید و تبصرہ فرمایا۔

اپنی تقریر کے آغاز میں ہز اکسلنسی نے موضوع کی اہمیت پر زور دیا اور فاضل مقرر کے وسیع معلومات اور دور اندیشانہ تجاویز کی ستائش کرتے ہوئے فرمایا کہ تعمیر مابعد جنگ کے لئے مسٹر غلام محمد نے "روپیہ کے قرضہ" کو جاری کرنے کی جو تجویز پیش کی وہ ہر طرح مستحق تائید ہے اور اس سے جو دور رس نتائج برآمد ہوں گے وہ ہندوستان کی صنعتی ترقی اور مالی خوشحالی کا باعث ہوں گے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ میں اس روپیہ کے قرضہ کو جنگ کے قرضہ کے نام سے موسوم کرنا بہتر خیال کروں۔

آگے چل کر ہز اکسلنسی نے یہ بھی بتلایا کہ اگرچہ حیدرآباد میں "افراط زر" صحیح معنوں میں نہیں پیدا ہوئی لیکن حیدرآباد برطانوی ہند کے "افراط زر" کے اثرات سے محفوظ نہیں ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری جانب سے بھی وہ ہی عملی قدم اٹھایا جائے جو اس کے مضر اثرات سے ہمیں محفوظ رکھ سکے اور اس کے بہتر اثرات سے ہم فائدہ اٹھا سکیں۔

ہز اکسلنسی نے فرمایا کہ برما۔ ملایا۔ سنگاپور نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ اگر ہندوستان جنگ سے پہلے پوری طرح صنعتی ملک بن چکا ہوتا تو بہت سی دشواریاں جو آج پیدا ہوئی ہیں وہ نہ پیدا ہوتیں اور یہ سبق اب کبھی نہیں بھلایا جا سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا کی تعمیر نو میں اتحادیوں کی فتح کے بعد جس میں حیدرآباد اور ہندوستان کا بھی کافی حصہ ہوگا ہندوستان برطانوی دولت عامہ کے ایک معزز رکن کی حیثیت سے مستقبل کی تاریخ کی تشکیل میں ایک گرانقدر حصہ لے گا۔

حیدرآباد کی داخلی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے سر صدر اعظم بہادر نے فرمایا کہ وہ برطانوی ہند کے صوبوں سے بدرجہا بہتر ہے اور یہ سب کچھ حضرت اقدس و اعلیٰ کے تدبر اور نظم و نسق کے ہر پہلو پر وسیع و غائر نظر رکھنے کا نتیجہ ہے۔

اجتماع کی جانب سے آنریبل صدر المہام بہادر فینانس کے موضوع تقریر کو جو اہمیت دی گئی اس کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ ہز ہائینس شہزادی برار اور شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے بھی تقریر کو آخر تک نہایت توجہ و دلچسپی سے سماعت فرمایا۔

حاضرین جلسہ میں ہز اکسلنسی قنصل جنرل ترکی اور علام شمس الدین عارف امراء عہدہ داران سرکار عالی کے علاوہ پروفیسران و طلبہ جامعہ عثمانیہ تجار اور خواتین کی کثیر تعداد شامل تھی۔

اشتہار

حاضری مدعی علیہ۔ مرتبہ محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ مدھ گاؤں ضلع ناندیڑ

نمبر مقدمہ ۲۹ ۱۳۵۳ ف باجلاس راؤ سنگرپ بھاؤ صاحب بی اے ایل ایل بی منصف

مدعی بھیل وغیرہ بنام دوا بائی وغیرہ مدعا علیہ

دعویٰ

استقرار حق شکمی

دوا بائی زوجہ نانا قوم راندہ عمر ۲۵ سالہ پیشہ زراعت سکنہ مزرعہ بیلے گاؤں تحت موضع ایکاگاؤں۔

ناثا ولد جلیا قوم راندہ عمر ۴۰ سالہ پیشہ زراعت ساکن وا گدہ تعلقہ ناندیڑ

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں عدالت ہذا سے تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن جاری کئے گئے لیکن تم بہتے پر سمن کی تعمیل نہ کرانے کی غرض سے بچنا چاہتے ہو جس کی وجہ سے سمن تعمیل نہیں پایا۔ لہذا بذریعہ ہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ آذر ۱۳۵۳ ف یوم سہ شنبہ بوقت ۱۰ ساعت حاضر عدالت ہذا ہو کر اصالتاً یا وکالتاً جوابدہی کرو۔ بصورت غیر حاضری کارروائی حسب ضابطہ عمل میں آئے گی اور پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۔ آبان ۱۳۵۳ ف بثبت میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

سر دستخط میعاددار   ثبت دستخط سر رشتہ دار

قرضہ ترقیات

حکومت سرکار عالی کا کمیونک

افراط زر کی دوسری انسدادی تدبیروں کے ساتھ ساتھ حکومت سرکار عالی نے تصفیہ کیا ہے کہ وہ بازار زر کی آسان صورت حال سے فائدہ اٹھائے اور کم شرح سود پر "قرضہ ترقیات" جاری کرے۔

اس نوبت پر قرضہ ترقیات کے اجرا کی تجویز کسی قدر قبل از وقت بھی سمجھی جاسکتی ہے کیونکہ نقل و حمل کے ذرائع کی قلت اور دوسری مشکلات کی وجہ سے حکومت سرکار عالی ان متعدد تجویزوں کو بروئے کار لانے کے لئے ضروری مشنری اور اس کے متعلقات حاصل نہ کر سکے گی جو زمانہ بعد جنگ کے لئے اس کے پیش نظر ہیں لیکن اس کے برعکس بازار میں حاصل زر کی بہتات ہے اور حقیقی ضرورت افراط زر کے اثرات کی روک تھام ہے۔ اس لئے بارگاہ خسروی کی منظوری سے حکومت نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ آذر ۱۳۵۵ف کے پہلے ہفتہ میں ایک قرضہ جاری کیا جائے جس کی شرح سود ۳ فیصد سالانہ ہو۔

۱۶ آذر ۱۳۶۳ف کو اس قرضے کی ادائی مساوی قیمت سے ہوگی۔ لیکن سرکار عالی مجاز ہوگی کہ وہ ۱۶ آذر ۱۳۶۳ف کو یا اس کے بعد حسب مناسب سمجھے کامل قرضہ یا اس کے کسی جز کی ادائی جریدہ اعلامیہ سرکار عالی میں تین مہینے کی نوٹس دینے کے بعد کر دے۔ حسب معمول اس قرضے کے واسطے ایک سنکنگ فنڈ (ذخیرہ ادائی) قائم رہے گا جس میں ہر سال اس قدر رقم داخل ہوتی رہے گی جو قرضے کی میعاد پوری ہونے پر اس کی کامل ادائی کے واسطے کافی ہو سکے۔ قرضے کی خاص اسکیم کے تحت حیدرآباد اسٹیٹ بنک میں خاص انتظامات کئے گئے ہیں تاکہ چھوٹے سرمایہ کاروں کو آسان قسطوں کے ذریعے قرضے میں رقم دینے میں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔

حکومت کا ارادہ ہے کہ وہ ایسے کاموں کی تعمیر کا مسلک اختیار کرے جن سے بازار سے مطالبہ کا بار ہٹ سکے۔ لوہا اور فولاد جیسی چیزوں پر نہ پڑے جو جنگی فراہمی کے لئے درکار ہیں اور یہ کہ قرضے کا ایک حصہ ترقیات کی ایسی اسکیموں مثلاً سڑکوں یا بند وغیرہ باندھنے سے متعلق تعمیراتی کاموں پر صرف کیا جائے جو جنگ کے دوران میں انجام پاسکتے ہیں۔ جیوٹ، شفاخانوں اور دواخانوں کے متعلق بھی ایک کامل پروگرام حکومت کے زیر غور ہے۔

ابھی سے مشنری اور اس کے متعلقات جنگ کے بعد مہیا کرنے کے لئے انگلستان اور امریکہ کے کارخانہ داروں [illegible]

تیاری کے وقت مزدوری اور [illegible] کی لاگت وغیرہ کی [illegible] قیمتیں مقرر کی جاتی ہیں [illegible] نہیں [illegible] حاصل رہے گی۔ حکومت ارادہ رکھتی ہے کہ جوں ہی انتظامات مکمل ہو جائیں تو وہ اس صورت حال سے فائدہ اٹھائے۔

انجمن انسداد قلت گرانی اجناس

"مجلس عاملہ انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کا اجلاس بتاریخ ۲۰ آبان ۱۳۵۵ف کو شام کے ۵ بجے منعقد ہوا۔ راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔

حلقہ واری مجالس کی رپورٹ پڑھی جانے کے بعد خازن صاحب انجمن نے حسابات پیش فرمائے جن کو مجلس عاملہ نے منظور فرمایا۔

نیز یہ طے کیا گیا کہ آئندہ سے مجلس عاملہ کے معمولی اجلاس شام کے ۵ بجے ریڈی ہاسٹل میں ہر دوشنبہ کو منعقد ہوا کریں گے۔ آخر میں سری نیواس لاہوٹی نے رضاکاروں کی سب کمیٹی کی رپورٹ کو مجلس عاملہ میں پیش کیا جس کے وہ داعی ہیں۔ مجلس عاملہ نے بعد غور چند ضروری تجاویز کے ساتھ اس کو واپس سب کمیٹی کے سپرد کیا اور طے کیا کہ آئندہ مجلس میں اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔

اس سب کمیٹی میں جناب [illegible] صاحب اور [illegible] صاحب کو بھی شریک کیا گیا۔"

نواب صدر اعظم بہادر کا پیام

سال نو کے موقع پر عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر نے باشندگان ممالک محروسہ سرکار عالی کو حسب ذیل پیام شرف عنایت فرمایا ہے۔

"میں آج پھر اپنے حیدرآبادی بھائیوں کو سال نو کی مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ سال ہمارے آقا و ولی نعمت و خانوادہ شاہی اور جملہ رعایا محروسہ دکن کے لئے مبارک و مسعود ہو۔ ہم ایک دشوار زمانے سے گزر رہے ہیں اور اسباب دشواری اکثر ایسے ہیں کہ جن پر ہمیں قابو نہیں اور ہمارے [illegible] نہیں۔ لیکن اگر ہمارے ملکی بھائی بلا امتیاز مذہب و ملت ایک دل ہو کر ان دشواریوں کے مقابلے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ تو مجھے یقین کامل ہے کہ انشاء اللہ ہم اس زمانے کو خیر و خوبی سے گزار لیں گے مگر جب یہ دشواریاں ختم ہو چکی ہوں گی۔ مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ ان قدیم [illegible] رعایا سرکار کو جنہیں شاہی نوازش نے اس ملک کی حکومت کا ایک رکن بنا دیا ہے ان لوگوں کا جذبہ خدمت انشاء اللہ آپ کی خدمت میں کوئی قصور نہ ہونے دے گا۔"

حیدرآباد کوآپریٹو انشورنس سوسائٹی محدود حیدرآباد دکن

اقتباس ویلیوایشن رپورٹ بابتہ سال ۱۳۴۹-۵۲ف

جناب کی انجمن کی پالیسیوں کے [illegible] کو پالیسیوں کا جو کام میرے سپرد کیا گیا تھا اس کی رپورٹ [illegible] کرنے کی مسرت حاصل کرتا ہوں۔ [illegible]

[illegible] Interm - bonus [illegible]

[illegible] کوئی منافع ایصال نہیں ہوا۔

قائم شدہ ۱۸۷۰ء

سید عبدالرزاق اینڈ کمپنی

کیمسٹ خاص اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

شاخیں		صدر دفتر
۳ آکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد	عابڈ روڈ	چارکمان حیدرآباد دکن
فون نمبر ۱۵۵۴	فون نمبر ۲۶۰	فون نمبر ۲

فون نمبر ۳۲۷

خزانہ عامرہ کی موٹر پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش جے چند (لاڈ بازار)

بیوپاریوں اور آرڈر پر سپلائی کرنیوالا

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

حیدرز اینڈ جینٹس

روبرو دواخانہ ڈاکٹر کرو سکرپ بازار

پارچہ جات

ایف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد دکن فون نمبر ۲۰۴۶

سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی

کی چند اہم مطبوعات

منتخب پریس نوٹ:۔ اور اعلامیے اس مجموعہ میں (۱)
سیاسی اور انتظامی (۲) معاشرتی فلاح و بہبود (۳)
معاشی مسائل کے متعلق ایسے منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے
پیش کئے گئے ہیں جو قومی تعمیر سے متعلق ہیں اور ساتھ
ہی ملک اور پبلک کے اہم مسائل پر حکومت کے مسلک کی
روشنی پڑتی ہے کاغذ و طباعت اعلیٰ قیمت (عہ)
انگریزی ایڈیشن (عہ)

عثمانیہ یونیورسٹی:۔ انگریزی از میرزا مہدی خاں ڈاکٹر
پرنسپل جامعہ عثمانیہ کا مفصل با تصویر تذکرہ اور ایک مغربی
ماہر قانون کے گرانقدر تاثرات۔ قیمت (عہ)

سم اپیکس:۔ آف حیدرآباد (انگریزی) الملک کا مصنف
حیدرآباد کے مکمل اجمالی با تصویر حالات کا مستند
مجموعہ اطلاع کا ملک کے خصوصاً از حد مفید ہے۔ قیمت ۸/
نیز:۔ دینی، علمی، ادبی ضروریات کے لئے مکتبہ کی فہرست
ہمیشہ پیش نظر رکھئے

مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن

عزیز

برادران

تاجران غلہ

نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن

مہاراجہ جینٹل ویل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے سفیدی کو روکتا ہے

دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا اور

فرحت بخشتا ہے۔ قیمت فی شیشی (۱؍۴)

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہوکر باہتمام سید حسن (اخمانیہ) دفتر مملکت سانچہ توپ سے شائع ہوا۔